سیرت طیبہ اور حقوق نسواں

سیرت نبویؐ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ عورت کے معاملے میں جو رویہ اور انداز آپؐ نے اپنایا، کہ جس کی بدولت عورت کے حیثیت اور قدرومنزلت میں ایک دم اضافہ ہوا، اس کی نظیر نہ ہی سابقہ معاشروں اور مذاہب میں ملتی ہے اور نہ ہی آج کے جدید نظریات اور مغربی افکار اُس کے ہم پلہ ٹھہرتے ہیں، آپؐ نے مجموعی طور پر عورت اور انفرادی طور پر ایک بیٹی، بہن، بیوی اور ماں کی جو حیثیت اور فضیلت متعین فرمائی اس نے عورت کو پاؤں کی جوتی سے نجات دلا کر اس کے ہی قدموں میں جنت جیسی عظیم نعمت ڈال دی۔

آپؐ عورت کی قدر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

حبب الی من الدنیا النساء والطیب۔ (سنن نسائی، کتاب نشرۃ النسائ، باب حب النساء)

دنیا میں میری پسندیدہ چیزیں عورت اور عطر ہیں۔

آپؐ نے عورت کو نازک آبگینہ قرار دیا، ایک سفر کے دوران جبکہ ازواج مطہرات بھی آپ کے ساتھ اونٹوں پر سوار تھی، تو آپؐ نے شتربان سے فرمایا:

یا انجشہ رویدک سوقاً بالقواریر۔

اے انجشہ دیکھنا یہ آبگینے ہیں۔ (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فی رحمۃ النبی للسناء امرالسواق حطایا ھن)

آپؐ نے معاشرے میں عورت کی مختلف حیثیتوں کے حوالے سے واضح احکامات دیے چنانچہ اسوۂ کامل میں عورت، بیٹی، بہن، بیوی اور ماں کے روپ میں اپنی اپنی حیثیت سے قدرومنزلت اوراہمیت رکھتی ہیں، بیٹی کہ جس کی پیدائش پر لوگوں کے چہروں پر سیاہی چھا جاتی تھی، لوگ اس کی پیدائش پر منہ چھپاتے پھرتے، اسے زندہ درگور کر دیتے بلکہ اس کے پیدائش کے خوف سے وضع حمل کے وقت ہی اسے ٹھکانے لگانے کا انتظام کر لیتے تھے، تفسیر قاسمی میں ہے کہ:

ان یا مرامراتہ اذاقرب وضعھا ان تطلق بجانب حفیرۃ فاذا وضعت ذکر ابقتہ اذا وضعت انثی طرحتھا فی الحضیرۃ۔

(اسمی، محمد جمال الدین، تفسیر القاسمی، معروف بہ محاسن التاویل، دارالفکر، بیروت، ۱۹۷۸،۱۰/۶۸)

بے شک عورت جب وضع حمل کے قریب ہوتی تو اسے ایک گڑھے کے پاس لایا جاتا، پس جب وہ لڑکا پیداکرتی تو اسے رکھ لیا جاتا، جب اس سے لڑکی پیدا ہوتی تو اسے گڑھے میں پھینک دیا جاتا۔

آپؐ بیٹیوں کے لیے رحمت بن کر آئے، عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

من کانت لہ انثی فلم یئدھا ولم یھنھا ولم یوثر ولدہ علیھا یعنی الذکور ادخلہ اللہ بھا الجنۃ۔ (احمد بن حنبل، امام، مسند،۷/۴۳۶)

اسی طرح آپؐ نے فرمایا:

)عن انس) من عال جاریتن دخلت انا وھو الجنۃ کھصاتین واشار باصبعہ۔ احمد بن حنبل، امام، مسند، ۷/۴۳۷

جس نے دوبچیوں کی پرورش کی، میں اور وہ جنت میں اس طرح ساتھ ہوں گے آپؐ نے انگلیوں کو ملا کرارشاد فرمایا۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

من ابتلی بشی من البنات فصبر علیھن کن لہ حجابا من النار۔(جامع ترمذی، باب ماجاء فی النفقۃ النفقات علی البنات)

جس کو بیٹیوں کے ذریعے آزمایا گیا اور اس نے ان کی پرورش کی تو وہ اس کے اور دوزخ کے درمیان آڑ بن جائیں گی۔

خود آنحضرتؐ کو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹیوں سے نوازا تھا، آپؐ نے ان کی تربیت اور پرورش اس عمدہ بے مثال طرز پر کی کہ دنیا کے لیے نظیر بن گئی، اسی تعلیم و تربیت اور پرورش کا نتیجہ تھا کہ حضرت فاطمہ اسلام کی تاریخ میں ایک ذہین اور مطئین شخصیت کے طور پر زندہ ہیں، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

مارایت احدا اشبہ سمتا ودلاً وھدیا برسول اللہ فی قیامھا وقصودھا من فاطمۃ بنت رسول اللہ۔

(جامع ترمذی، باب ابواب مناقب، فصل ماجاء فی فضل فاطمۃ)

میں نے چال ڈھال اور اُٹھنے بیٹھنے میں حضرت فاطمہ سے بڑھ کر کسی کو رسولؐ اللہ کے مشابہ نہیں دیکھا۔

(دفیل، علی محمد علی، اعلام النساء موسسۃ اہل بیت، بیروت، ۱۹۷۹،۴/۱۲۶)

ایک روایت کے مطابق تمام اہل بیت میں رسولؐ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب خاتون سیدہ فاطمۃ الزہرائؓ تھیں۔

(ذہبی، شمش الدین، حافظ، سیر اعلام النبلائ، موسسہ الرسالہ، بیروت، ۱۹۸۵ئ، ۲/۱۲۵)

وقال مسروق عن عائشۃ اقبلت فاطمۃ تمشی کان مشیتھا مشیۃ رسول اللہ فقال مرحبایا بنتی ثم اجعلھا عن یمینہٗ تم اسر الیھا حدیثا۔

(الاصابۃ فی تمیز الصحابہ، الجز الثالث عشر،ص۷۴۴ ؛ اسدالغابہ فی معرفۃ الصحابہ،الجز الخامس،ص:۵۲۲)

آپؐ اپنی بیٹیوں کی اہمیت اور قدرومنزلت کا اظہار کس طرح فرماتے،ملاحظہ فرمائیں۔حضرت سیدہ زینبؓ کے بارے میں آتا ہے کہ

وکان رسول اللہ ﷺ محبا فیھا اولھا علیھا السلام۔

اور رسولؐ اللہ ان (سیدہ زینب) سے بڑی محبت فرمانے والے تھے۔

(محب الطبری، احمد بن عبداللہ، حافظ، ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربی، دارالفکر، بیروت،۱۹۷۴،ص:۱۵۷)

جب سیدہ زینب کا انتقال ہوا تو آپؐ نے غسل دینے والی خواتین سے فرمایا کہ جب غسل دے چکو تو مجھے اطلاع کرنا، غسل کے بعد جب نبی اکرمؐ کو اطلاع دی گئی تو حصول تبرک کے لے آپؐ نے اپنے جسم مبارک سے اپنا تہہ بند اُتار کر عنائت فرمایا اور فرمایا کہ میرے مبارک تہہ بند کو کفن کے نیچے پہنادو۔

(دہلوی، شیخ عبدالحق ، محدث، مدارج النبوۃؐ، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، س۔ن، ۲/۷۳۶)

آپؐ نے اپنی بیٹی حضرت رقیہؓ کے لیے "ام عیاش" نامی اپنی خادمہ مستقل طور پر بطور ہدیہ بھیج دی تا کہ کام کاج اور تسکین کاانتظام رہے۔(ابن اثیر، عز الدین، الجزری، اسدالغابہ، مکتبہ اسلامیہ تہران، ۵/۶۰۷)

ایک مرتبہ جب گھر میں گوشت پکایا تو اپنے غلام اُسامہ بن زیدؓ کے ہاتھ گوشت کا پیالہ بھر کر حضرت رقیہؓ کے گھر بھی بھجوایا۔ (ذخائر العقبیٰ،ص:۱۶۲)

اسی طرح حضرت فاطمہؓ کے بارے میں فرمایا کہ:

فانھا ابنتی بضعۃ منی یریبنی، مارابھا ویؤذینی ماآذاھا۔

(ابن قیم، شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن ابو بکر، اعلام الموقعین عن رب العالمین، دارالجیل، بیروت،۱۹۷۳،۱/۱۱۲)

میری بیٹی میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جس چیز سے یہ پریشان ہو گی وہ میرے لیے بھی باعث پریشانی ہو گی، اور جو چیز اس کے لیے اذیت والی ہو گی اس سے مجھے بھی اذیت ہو گی۔

عن الحسن بن علیؓ جاء ت امراۃ الی رسول اللہ ومعھا ابناھا فسالۃ فاعطھا ثلاث تمرات لکل واحد منھم تمرۃ فاعطت کل واحد منھم تمرۃ فاکلھا ثم نظر الی امھما فشقت التمرۃ بنعفین واعطت کل واحد منھما نصف تمرۃ فقال رسول اللہ قدرحمتھا اللہ برحمتھا ابنیھا۔
(نورالدین، علی بن ابو بکر، مجمع الزوائد و منبع الفوائد،۸/۱۶۱)

آپؐ نے بیٹوں کے ساتھ بہن کی قدرومنزلت اور شان میں بھی اضافہ فرمایا، گزشتہ صفحات میں یہ درج کیا جا چکا ہے کہ بعض معاشروں میں قبل از اسلام بہنوں سے بھی نکاح کا رواج تھا اسلام نے نہ صرف اس قبیح رسم خاتمہ کیا بلکہ کسی کے لیے اپنے نکاح

میں دو بہنوں کو جمع کرنا بھی حرام قرار دیا۔ آپؐ نے بہنوں کی پرورش کرنے والے کے لیے جنت کی خوشخبری فرمائی۔ آپؐ کا ارشاد ہے۔(ابو سعید خدری)

من کانت لہ ثلاث بنات اوثلاث اخوات او بنتان فاحسن صحبتھن او اتقی اللہ فیھن فلہ الجنہ۔ (کنز العمال،۴۵۳۶۹)

آپؐ کی ایسی نصیحتوں اور وعظ کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرامؓ اپنی بیٹیوں اور بہنوں کا خاص خیال رکھتے حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے مجھ سے میرے نکاح کے بارے میں پوچھتے ہوئے فرمایا:

ھل نکحت یا جابر؟ قلت نعم، قال ماذا ابکر اوثیبا؟ قلت لابل ثیبا، قال فھلا جاریۃ تلاعیک، قلت یا رسول اللہ ان ابی۔

(نیل الاوطار، ۷/۲۶۴، حدیث:۴)

آنحضرتؐ نے اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ جس بے مثال حسن معاشرت اور کمال محبت کا برتاؤ کیا، وہ بے مثال اور لاثانی ہے، آپؐ نے بحیثیت بے مثال شوہر ایک قابل عمل اسوۂ آنے والے لوگوں کے لیے چھوڑا آپؐ کا ارشاد مبارک ہے۔

خیارکم خیارکم لنساء ھم۔

تم میں سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے لیے اچھے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب حسن معاشرۃ النسا)

ایک اور روایت میں بیویوں کے ساتھ حسن معاشرت کو کمال ایمان کی کسوٹی قرار دیتے ہوئے فرمایا:

اکمل المومنین ایمانا احسنھم خلقا وخیارھم لنساء ھم۔

ایمان کے اعتبار سے تمام مومنوں میں کامل آدمی وہ ہے، جو اخلاق میں سب سے اچھا ہو، اور ان میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے لیے اچھے ہیں۔(مجمع الزوائد و منبع الفوائد،۴/۳۰۳)

ایک مرتبہ حضرت ام سلیمؓ نے آپکے لیے کھجوروں کا ایک تھال بھیجا آپؐ کھڑے ہوئے اور تھال سے کھجوروں کی ایک ایک مٹھی بھر کر تمام ازواج مطہرات کو بھجوائیں، جب سب گھروں میں پہنچ گئیں تب آپؐ بیٹھے اور باقی ماندہ کھجوریں تناول فرمائیں، آپؐ کے کھانے کے انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ آپؐ کو خود بھی بھوک لگی ہوئی تھی۔

(النسائی، احمد عبدالرحمن، الفتح الربانی لترتیب مسند احمد، دارالحدیث، قاہرہ، س۔ن، ۲۲/۱۴۸)

ایک غزوہ میں حضرت عائشہؓ رفیق سفر تھیں، تمام صحابہ کرامؓ کو آپؐ نے آگے بڑھ جانے کا حکم دیا۔حضرت عائشہؓ نے فرمایا ”آؤ دوڑیں، دیکھیں کون آگے نکل جاتا ہے، یہ دبلی پتلی تھیں، آگے نکل گئیں، کئی سال کے بعد اسی قسم کا پھر ایک موقع آیا، حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ اب میرا جسم ذرا بھاری ہو چکا تھا، اب کی بار آنحضرتؐ آگے نکل گئے، فرمایا، عائشہ یہ اُس دن کا جواب ہے۔(حلبی، علی بن برہان الدین، سیرت حلبیہ، مطبع البابی، مصر، ۱۳۸۴ھ، ۳/۴۴۱)

اسی طرح ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے اپنے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر حضرت عائشہؓ کے لئے چادر سے پردہ کیا اور انہوں نے حبشی نیزہ بازوں کے کرتب دیکھے، آنحضرتؐ سیدہ عائشہؓ کی خاطر اس وقت تک کھڑے رہے جب تک کہ وہ خود پیچھے نہیں ہٹ گئیں۔

(الشافی، محمد بن یوسف الصالحی، سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۳ئ، ۱۱/۱۷۴)

اسی طرح ایک مرتبہ سیدہ سودہؓ حضرت عائشہؓ کے پاس آئیں۔سیدہ عائشہؓ نے کھانے کو حلوہ دیا، انہوں نے کھانے سے انکار کیا تو عائشہؓ نے کہا کھائو ورنہ یہ حلوہ تمہارے چہرے پر مل دوں گی، اس کے باوجود انہوں نے نہ کھایا تو سیدہ عائشہؓ نے حلوہ اُٹھا کر ان کے چہرے پر مل دیا۔آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم بھی ایسا ہی کرو، سیدہ سودہ نے آنحضرتؐ کے اشارہ پر جوابی طور پر حضرت عائشہؓ کے چہرے پر بھی حلوہ مل دیا، آنحضرتؐ پاس بیٹھے یہ دل لگی اور ہنسی مزاح دیکھ کر تبسم فرماتے رہے، اتنے میں حضرت عمرؓ قریب سے گزرے تو ان کے اندر آجانے کے اندیشے سے فرمایا، جلدی جلدی اٹھو اور اپنے منہ دھو لو۔

(سیرت حلبیہ،۳/۴۴۱)

ایک مرتبہ آنحضرتؐ اور حضرت عائشہؓ کے درمیان کسی بات پر باہمی لشکر رنجی ہو گئی، تصفیہ کے لیے میاں بیوی نے بطور حضرت ابو بکرؓ کو بلایا، حضرت ابو بکرؓ آئے تو حضورؐ نے سیدہ عائشہؓ سے کہا پہلے تم بات کرتی ہو یا میں کروں؟ حضرت عائشہؓ نے کہا پہلے آپؐ ہی اپنا موقف بیان کریں مگر حق کے سوا کوئی بات نہ کہیں، بیٹی کے منہ سے یہ جملہ سن کر حضرت ابو بکرؓ غصے پر قابو نہ رکھ سکے، ایک زور دار طمانچہ بیٹی کے منہ پر ایسا مارا کہ ان کے منہ سے خون بہنے لگا، اور فرمایا: اے اپنی جان کی دشمن! کیا آپؐ حق کے بغیر کوئی بات فرمائیں گے، باپ کا غصہ دیکھ کر سیدہ عائشہؓ نے حضورؐ کی پناہ لی اور آپؐ کی پیٹھ کے پیچھے ہو کر بیٹھ گئیں، آپؐ نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا:

ہم نے تمہیں اس لئے نہیں بلایا تھا اور نہ ہم آپؓ سے اس قسم کے رویہ کا ارادہ رکھتے تھے۔

(احیاء علوم الدین، موسسۃ الحلبی، قاہرہ، ۲/۵۵)

درج بالا واقعات اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ آپؐ نہ صرف ایک قابل بلکہ وفادار اور بے مثال شوہر تھے، آپؐ نے اپنی ازواج مطہرات کے درمیان ہم آہنگی، تعاون اور ایثار کے ساتھ ساتھ عدل کی بھی بے مثال عملی تصویر پیش کی۔

ایک مرتبہ ایک سفر سے واپسی پر، جبکہ سیدہ صفیہؓ بھی آپ کے ساتھ تھیں آپؐ کی اونٹنی کا پائوں پھسلا تو آپؐ اور حضرت صفیہؓ دونوں گر پڑے، حضرت ابو طلحہؓ جو آپؐ کے ہم سفر تھے، فوری طور پر اپنی سواری سے چھلانگ لگا کر بارگاہ نبویؐ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ ؐآپ کو کوئی تکلیف تو نہیں پہنچی؟ فرمایا میری نہیں پہلے اپنی ماں کی خبر لو۔حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضرت طلحہؓ نے اپنا چہرہ ڈھانپتے ہوئے ایک کپڑا سیدہ صفیہؓ کی طرف پھینکا، سیدہ کھڑی ہو گئیں، انہوں نے سیدہؓ کا کجاوا صحیح کر کے دوبارہ انہیں آپؐ کی سواری پر سوار کرا دیا۔(ابن سعد، الطبقات الکبری، دارصادر بیروت، ۱۳۷۷ھ، ۸/۱۲۴)

ایک مرتبہ جب حضرت عائشہؓ نے آپؐ کے سامنے حضرت سیدہ صفیہؓ کے پست قد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان کی برائی بیان کی تو آپؐ نے فرمایا: تو نے ایسا بُرا کلمہ بولا ہے کہ اگر یہ سمندر میں ملا دیا جائے تو اس کے پانی کے ذائقے کو بھی خراب کر دے، حضرت عائشہؓ نے کہا کہ میں نے تو ایک آدمی کے بارے میں آپؐ سے اصل کی اصل حقیقت ہی بیان کی تھی، آپؐ نے فرمایا میں کسی بھی آدمی کے بارے میں کوئی بات سننا پسند نہیں کرتا چاہے مجھے اس کے عوض کتنی ہی دنیا دی جائے۔

(سنن ابی داوٗد، کتاب الادب، باب فی القیبۃ، ۲/۶۶۸)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ازواج النبیؐ میں سے جتنی غیرت مجھے حضرت خدیجہؓ پر آتی تھی، کسی دوسری پر نہیں آتی تھی، نبی کریمؐ اکثر ان کا ذکر خیر فرماتے، جب کبھی کوئی بکری ذبح فرماتے، اس کا گوشت حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کو بھجواتے، بعض اوقات جب میں سوکناپے پن کی وجہ سے یہ کہتی کہ گویا دنیا میں خدیجہؓ کے سوا کوئی عورت ہی نہ تھی!تو آپؐ فرماتے ہاں، اور پھر ان کی خوبیاں گننا شروع کر دیتے اور فرماتے اللہ نے مجھے ان سے اولاد بھی دی ہے۔

(البلاذری، احمد بن یحیٰ، انساب الاشراف، دارالمعارف مصر، س۔ن، ۱/۴۱۲)

ایک جوان، خوبصورت اور ذہین بیوی کے سامنے اپنی سابقہ رفیقۂ حیات کی فضیلت کا اظہار عدل و انصاف کی لافانی مثال ہے۔اسی طرح جب حضرت عائشہؓ کے خلاف بات کرنے کے لیے ازواج مطہرات نے سیدہ ام سلمہؓ کے پاس اکٹھے ہو کر کہا کہ لوگ اپنے تحائف حضرت عائشہؓ کی باری کے دن ہی آنحضرتؐ کو دیتے ہیں آپؓ اس معاملے میں آنحضرتؐ سے بات کرو۔سیدہ ام سلمہؓ نے اس سلسلے میں آنحضرتؐ سے بات کی تو آپؐ نے دو بار اعراض کرنے کے بعد تیسری بار فرمایا: ام سلمہ، عائشہ کے معاملے میں مجھے اذیت نہ پہنچائو، کیونکہ عائشہؓ کے علاوہ تم میں سے کسی بیوی کے لحاف میں مجھ پروحی نازل نہیں ہوتی۔

(مشکواۃ المصابیح، باب مناقب ازواج النبی)

خادم رسولؐ حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرمؐ اپنے کاشانہ اقدس میں داخل ہوئے تو حضرت صفیہؓ بیٹھی رو رہی تھیں، آپؐ نے ان کے آنسو پونچھتے ہوئے رونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ عائشہؓ اور حفصہؓ دونوں غائبانہ میری برائی بیان کرتی ہیں اور یہ بھی کہتی ہیں کہ ہم صفیہ سے کہیں بہتر ہیں، کیونکہ ہم آنحضرتؐ کے قریبی رشتہ داروں کی بیٹیاں ہیں، آپؐ نے فرمایا اب تم ان سے یوں کہنا کہ تم مجھ سے بہتر کیسے ہو سکتی ہو؟ کیونکہ میرے باپ پیغمبر خدا حضرت ہارونؑ میرے چچا، پیغمبر خدا حضرت موسیٰؑ اور میرے شوہر رسول اللہؐ ہیں۔

(ابن سید الناس، عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر، بیروت، ۱۴۰۰ھ،۲/۳۸۶)

اسی طرح ہم سیرت نبوی میں والدہ کی فضیلت و اہمیت اور عزت و احترام میں درجنوں احکام پاتے ہیں، آپؐ کی والدہ عظیمہ آپ کے بچپن میں ہی انتقال فرما گئی تھیں، لیکن جب بھی انہیں یاد کرتے تو آبدیدہ ہو جاتے، رضاعی والدہ حضرت حلیمہؓ تشریف لاتیں تو آپؐ ان کے لیے اپنی چادر بچھا دیتے، حضرت ام ایمنؓ جو آپ کی کنیز تھیں، آپؐ انہیں ماں کہہ کر پکارتے تھے۔

کان رسول اللہؐ، یقول لام ایمن یا امہ وکان اذا نظر الیھا یقول ھذہ بقیۃ اھل بیتی۔

رسولؐ اللہ ایمن کو ماں کہہ کر پکارتے تھے اور جس وقت ان کی طرف توجہ کرتے تو ارشاد فرماتے تھے کہ یہ میرے اہل بیت میں سے باقی بچ گئی ہیں۔

(ابن حجر، احمد بن علی، العسقلانی، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، س۔ن، ۱۳ /۱۷۸)

ایک بار حضرت ام ایمنؓ نے آنحضرتؐ کو پانی پیتے ہوئے دیکھ کر کہا کہ مجھے بھی پلا دیں، سیدہ عائشہؓ نے کہا، کیا تم محمدؐ کو ایسا کہہ رہی ہو، حضرت ام ایمنؓ نے کہا، تم نے مجھ سے زیادہ حضرت محمدؐ کی خدمت نہیں کی، آنحضرتؐ نے فرمایا ام ایمن درست کہتی ہیں، اور آپؐ نے انہیں پانی پلایا۔

(ابن اثیر، عز الدین، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، المکتبۃ الاسلامیہ، الریاض، س۔ن،۵/۵۶۷)

اسی طرح جب کسی صحابی نے پوچھا کہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے تو آپؐ نے تین بار ماں کا نام لیا اور چوتھی بار باپ کا نام لیا۔

(صحیح بخاری، کتاب الادب، باب من احق الناس بحسن الصحبۃ، حدیث:۵۹۷۱)

غرضیکہ آپ ﷺ نے بیٹی، بہن، بیوی اور ماں ہر حیثیت میں عورت کو قابل رشک مقام کا حامل قرار دیا۔